

اس شعر میں فرہاد کے قصے کی طرف تلمیح ہے، یعنی اسے پہاڑ کاٹنے کا کام دے دینے کا مطلب صرف اتنا تھا کہ اس کے بدن کی قوت آزمائی جائے دیکھا جائے کہ اس کی جسمانی طاقت کتنے پانی میں ہے۔ وہ پہاڑ کاٹ کر جوئے شیر لاسکتا ہے یا نہیں۔ اس آزمائش میں وہ پورا اُترا۔ پہاڑ کٹ گیا اور جوئے شیر بہ نکل۔ اس کے بعد اس غریب کے حوصلے کا امتحان یوں کیا گیا کہ ایک بڑھیا کو بھیج کر شیریں کے مرجانے کی خبر پہنچا دی گئی۔ یہ خبر سنتے ہی فرہاد کا حوصلہ جواب دے گیا اور اس نے آہ بھر کر تیشہ سر پہ مارا اور وہ ختم ہو گیا، گویا اس آخری امتحان میں پورا اُترا۔

۴۔ لغات - پیر کنعاں : کنعان کا بوڑھا، یعنی حضرت یعقوب۔
ہوا خواہی : خیر خواہی۔

شرح : اس شعر میں حضرت یعقوب اور حضرت یوسف کے واقعے کی طرف اشارہ ہے، جس کا ذکر قرآن مجید میں یوں آیا ہے : جب حضرت یوسف مصر میں بھائیوں پر ظاہر ہو گئے تو انھوں نے فرمایا :

”اب تم یوں کرو کہ میرا یہ کُرتا (بہ طور علامت کے) اپنے ساتھ لے جاؤ اور میرے باپ کے چہرے پر ڈال دو کہ اس کی آنکھیں روشن ہو جائیں۔ پھر اپنے گھرانے کے تمام آدمیوں کو لے کر میرے پاس آ جاؤ اور جب (کُرتا لے کر) قافلے نے مصر کی سرزمین چھوڑی تو (ادھر کنعان میں) ان کا باپ بوٹا : اگر تم لوگ یہ نہ کہنے لگو کہ بڑھاپے سے اس کی عقل ماری گئی تو میں کہوں گا ! مجھے یوسف کی ملک آرہی ہے۔“ (سورہ یوسف)

مصر سے آنے والی نسیم کو حضرت یعقوب کی خیر خواہی کا کوئی خیال نہیں، اسے تو حضرت یوسف کے کرتے کی ملک آزمائی ہے، یعنی یہ دیکھنا ہے کہ کرتے کی ملک مصر سے کنعان پہنچتی ہے یا نہیں۔